ڈاکٹر عبدالواحد

بنگلہ میں اقبالیات

بنگلہ میں اقبالیات کا آغاز کب ہوا، اس کا سراغ لگانا اتنا آسان نہیں۔ پہلی جو چیز ملتی ہے وہ ۱۹۲۸ء کا شکوہ، جوابِ شکوہ کا ترجمہ ہے۔ اس کے بعد شکوہ، جوابِ شکوہ کے چھ سے زائد تراجم ہوئے۔ انہیں ایام میں اسرارِ خودی، رموزِ بیخودی اور جاوید نامہ کے تراجم بھی شروع ہو گئے۔ ارمغانِ حجاز کے اُردو حصے کا بنگلہ میں ترجمہ ہوا اور ضربِ کلیم کا بھی بنگلہ میں ترجمہ ہوا۔ علامہ اقبال کی شہرۂ آفاق شعری کتابوں، بانگِ درا اور بالِ جبریل کے بعض منتخب حصوں کے بنگلہ میں تراجم ہوئے، یوں کلامِ اقبال کا ایک بڑا حصہ فوری طور پر بنگلہ بولنے والے عوام کی دسترس میں آ گیا۔ ان میں کچھ تراجم قیامِ پاکستان سے پہلے کے ہیں اور کچھ تراجم قیامِ پاکستان کے بعد ہوئے۔ علامہ اقبال کے کلیات کے اُردو اور فارسی کلام کے بیشتر حصوں کے تراجم ہو چکے ہیں۔ اس کا کچھ حصہ ابھی ترجمہ ہونا باقی ہے۔ جو ترجمہ ہوا ہے وہ قدیم بنگلہ میں ہے اور اس کا جدید بنگلہ میں ترجمہ ہونا چاہیے۔

علامہ اقبال کے کلیاتِ اُردو اور فارسی کے علاوہ علامہ اقبال کی معروف کتاب تشکیل جدید الٰہیاتِ اسلامیہ کا بھی بنگلہ میں ترجمہ ہوا، اسی طرح علامہ اقبال کے پی ایچ۔ڈی کے مقالے ایران میں مابعدالطبیعیات کا ارتقا کا بھی بنگلہ میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ علامہ کی سوانح عمری، ادبی زندگی اور افکار پر بہت کتب شائع ہوئی ہیں اور ماہنما محمدی، جہانِ نو، ماہِ نو، قلم، سوغات اور روزنامہ آزاد جیسے اخباروں میں کلامِ اقبال کا ترجمہ اور اقبال پر مقالات شائع ہوتے رہے۔ اس وقت علم دوست حضرات اقبال شناسی کے ساتھ گہرا تعلق رکھتے تھے۔ اور

(۱) ایڈیٹر، علامہ اقبال سوسائٹی جرنل، ڈھاکہ (بنگلہ دیش)۔

اقبال کو قومی شاعر تسلیم کیا جاتا تھا۔

۱۹۷۱ء میں بنگلہ دیش کے قیام سے پہلے متحدہ پاکستان میں قائم اقبال اکادمی پاکستان کی ایک شاخ کراچی میں تھی اور دوسری ڈھاکہ میں تھی اور 'اقبال، نذرالاسلام سوسائٹی' بھی قائم ہوئی۔ ان دونوں کے باہمی اشتراک سے علامہ اقبال کے افکار اور سوانح پر بھی کئی کتب شائع ہوئیں جو اقبال اکادمی پاکستان نے شائع کیں۔ ان دونوں اداروں کے تحت متعدد سیمینار، مذاکرے اور مشاعرے منعقد ہوئے جن میں فکرِ اقبال پر بلند پایہ مقالات اُردو اور انگریزی کے ساتھ بنگلہ زبان میں بھی پیش کیے گئے جو بعد میں شائع ہوئے۔

۱۹۷۱ء سے قبل علامہ اقبال پر لکھنے اور پڑھنے کا کام معمول کے مطابق نہیں تھا اور نہ کسی خود مختار پروگرام کے تحت تھا۔ اسلام آباد سے جو گرانٹ ڈھاکہ آتی اس سے کچھ کام ہو جاتا تھا۔ علیحدگی کے بعد وہاں اقبال کے کام کی سرکاری سرپرستی ختم ہو کر رہ گئی تاہم اقبالیات سے ذاتی طور پر دلچسپی میں کمی واقع نہ ہوئی۔ ڈھاکہ یونیورسٹی میں علامہ اقبال کے نام پر جو ہال تھا اور ان کے نام کی جو تختی تھی، افسوس! اسے مٹا دیا گیا۔ اقبال اکادمی اور اقبال — نذرالاسلام سوسائٹی بھی ختم ہو گئی۔ ان ایام میں اقبال کا نام لینا بھی جرم تھا۔ اخبارات میں علامہ کے یومِ پیدائش یا یومِ وفات کی خبروں تک پر پابندی تھی۔ ظاہر ہے اس کی پشت پر وہ بھارتی عناصر سرگرم تھے جو پاکستان کا نام تک سننا پسند نہیں کرتے تھے اور یہ اس بھارتی منصوبے کا ایک حصہ تھا جس کا مقصد ملک کے دونوں حصوں کے درمیان نفرت کی دیوار کھڑی کرنا تھا۔ اسی سبب سے کلامِ اقبال کے تراجم اور ان کے فکر و فلسفہ پر بنگلہ میں جو کتابیں تھیں وہ جلا دی گئیں۔ اور محبانِ اقبال کے گھروں سے بھی علامہ اقبال کی کتب، تراجم اور شروح کو نکال پھینکا گیا کیونکہ خوف کی ایک لہر ہر طرف موجود تھی۔ پاکستان ہائی کمیشن بھی اس سلسلے میں بے بس تھا۔ یہ تھے وہ حالات جو بنگلہ دیش میں اقبالیات کے فروغ کے دوران پیش آئے۔ نئی نسل اقبال کے نام تک سے بے بہرہ تھی۔ اگرچہ اس وقت تک اقبالیات پر کم از کم دس ہزار صفحات بنگلہ زبان میں ڈھاکہ اور کلکتہ میں شائع ہو چکے تھے جو نفرت کی نذر ہو گئے۔ تاریخ یہ بھی گواہی دیتی ہے کہ ملک میں علامہ کے

نام پر دو ایک سڑکوں کے نام ابھی تک موجود ہیں۔ جیسا کہ ڈھاکہ کے محمد پور میں اقبال روڈ اور کھلنا میں اقبال روڈ۔

۱۹ر مارچ ۱۹۸۶ء کو اسی فضا میں علامہ اقبال سنگسد (سوسائٹی) کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اور ۲۱ر اپریل ۱۹۸۶ء کو ڈھاکہ میں سنگسد کی جانب سے پہلا یوم اقبال منایا گیا (یہ سیمینار اسلامک فاؤنڈیشن کے ساتھ باہمی اشتراک سے منعقد کیا گیا)۔ اس موقع پر سولہ صفحات کا ایک پمفلٹ بھی شائع کیا گیا، جس میں علامہ کی مختصر سوانح اور اشعار درج تھے۔ یہ پمفلٹ بنگلہ اور انگریزی میں طبع ہوا۔ یہ بنگلہ میں اقبالیات کا دوسرا جنم تھا۔

یہاں یہ بھی قابلِ ذکر ہے کہ علامہ کا صد سالہ جشن پاکستان ہائی کمیشن کی جانب سے ہوٹل پور بانی میں منایا گیا۔ اور اسلامک فاؤنڈیشن بنگلہ دیش کی جانب سے بھی دو تین کتب انہی ایام میں شائع کی گئیں۔ اسی سال یعنی ۸۶ء میں سنگسد کی جانب سے ڈھاکہ یونیورسٹی کے ٹی ایس سی (ٹیچر سٹوڈنٹس سنٹر) میں یوم اقبال کی تقریب منعقد ہوئی۔ جس یونیورسٹی سے علامہ اقبال ہال کو مٹا دیا گیا تھا، اس کے بعد تسلسل کے ساتھ ۹ر نومبر اور ۲۱ر اپریل کے موقعوں پر سنگسد کی جانب سے تقاریب، سیمینار منعقد ہوتے رہے۔ اور ہر تقریب کے موقع پر کچھ نہ کچھ شائع کیا جاتا رہا جو سولہ سے ۸۰ صفحات اور ۱۴۴ صفحات سے ۳۰۰ صفحات تک پھیلتا گیا۔

۱۹۸۸ء میں علامہ اقبال سنگسد ڈھاکہ نے علامہ اقبال سنگسد پتریکا (Iqbal Studies) شائع کرنا شروع کیا جو بیک وقت بنگلہ اور انگریزی میں تھا۔ یہ بعد میں سہ ماہی مجلہ بن گیا۔ اس کے بعد اقبال سنگسد نے اقبالیات کے حوالے سے مسلسل مضامین اور تراجم کی سیریز شائع کی جو ۵ حصوں میں تھی۔ اس سنگسد (سوسائٹی) کے تحت ضربِ کلیم کا ترجمہ کرایا گیا۔ علامہ اقبال کی ایک سوانح عمری جو چار سو سولہ صفحات پر مشتمل تھی، شائع کی گئی۔ یہ کتاب ڈاکٹر ابوسعید نورالدین اور خاکسار نے لکھی ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر نورالدین لکھتے ہیں۔

تاریخِ ادبیاتِ اُردو کی اشاعت سے ایک سال قبل فروری ۱۹۹۶ء میں ''مہا کوئی اقبال'' (شاعرِ اعظم اقبال) کے نام سے علامہ اقبال کی حیات، کارناموں اور افکار پر ۴۱۶

صفحات پر مشتمل کتاب علامہ اقبال سنسد، ڈھاکا کی جانب سے شائع ہوئی۔ یہ کتاب اگرچہ بنگلہ زبان میں لکھی گئی ہے۔ تاہم اُردو اور فارسی ادبیات سے اس کا گہرا تعلق ہے۔ اس لیے بہ جا طور پر جواز پیدا ہوتا ہے کہ یہاں اس کا بھی ذکر کیا جائے۔ اس میں خاکسار نے علامہ اقبال کی زندگی کی مہد سے لحد تک جملہ باتوں، واقعات اور خیالات کو سمیٹنے کی کوشش کی ہے، تاکہ اُردو اور فارسی سے نابلد کوئی بھی شخص انہیں کامل طور پر سمجھ سکے۔ بنگلا دیش میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے جو اقبال کو جاننا اور سمجھنا چاہتے ہیں۔ مگر زبان رکاوٹ بنی ہوئی ہے۔ اُمید ہے میری یہ کتاب ان کی تشنہ کامی بہت حد تک دُور کر سکے گی۔ (خودنوشت سوانح عمری کا صفحہ ۱۱)۔ اسی طرح ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال کی زندہ رود کا بھی بنگلہ ترجمہ ہو گیا ہے جو جلد ہی شائع ہو جائے گا۔

علامہ اقبال کی نظموں کے نام سے خاکسار نے بنگلہ میں ایک کتاب مرتب کی جو ساڑھے تین سو صفحات پر مشتمل تھی۔ علامہ اقبال سنسد نے ایک اور کتاب شائع کی جو ڈیڑھ سو صفحات پر مشتمل تھی اور ڈاکٹر فہمید الرحمن کے مقالات پر مشتمل تھی۔ شکوہ، جوابِ شکوہ کا بھی اُردو بنگلہ-انگریزی ترجمہ سوسائٹی کی جانب سے شائع ہو گیا ہے۔ 'اقبال دیشے بدیشے' کے نام پر ایک کتاب شائع ہوئی ہے۔ 'اقبالیر کویتا' کے نام سے ایک آڈیو کیسٹ بھی جاری ہو گیا اور اس وقت شاہین کے نام سے ایک پمفلٹ بھی شائع ہوا ہے۔ سوسائٹی نے منجملہ ۹ کتابیں، ۵ مجموعے اور جرنل کے ۴۹ شمارے اس وقت تک شائع کیے ہیں۔ قومی سطح پر تقریباً پچاس سیمینار، مذاکرے اور تقاریب سنسد نے منعقد کیے ہیں۔ اقبال اسٹڈیز کے اس وقت تک جو ۴۹ شمارے شائع ہو چکے ہیں، اس میں دو شمارے انگریزی میں بھی ہیں۔ باقی شماروں میں بنگلہ اور انگریزی میں مضامین ہیں۔ اس کے علاوہ سوسائٹی بنگلہ اخبارات، رسائل اور علمی جرائد کو اقبالیات پر مقالات شائع کرنے پر آمادہ کرتی رہی ہے۔ اب صورتِ حال یہ ہے کہ بنگالی اور انگریزی اخبارات یومِ اقبال پر خصوصی ایڈیشن بھی شائع کرتے ہیں۔ اندازہ ہے کہ متحدہ پاکستان میں اور بنگلہ دیش بننے کے بعد اقبالیات پر جو کام ہوا ہے اس کی فہرست تقریباً بیس / پچیس صفحات پر مشتمل ہے۔ خود سنسد ہی نے تقریباً پندرہ ہزار صفحات اقبالیات پر شائع کیے ہیں۔ انسائیکلوپیڈیا آف بنگلہ اور

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں بھی اقبال پر مقالہ شامل ہے۔ڈھاکہ یونیورسٹی کے شعبۂ اُردو نے ''علامہ اقبال گولڈ میڈل'' کا اجرا کیا ہے۔ جو طالب علم آنرز امتحان میں فرسٹ کلاس فرسٹ میں کامیاب ہوگا، اس کو یہ میڈل ملے گا۔

مغربی بنگال میں بھی اقبالیات کے بنگلہ میں تراجم ہو چکے ہیں اور بعض کتب بھی لکھی گئی ہیں۔مگر نقطۂ نظر ''بھارتی نظریات'' کے تحت ''اقبال شکنی'' کا ہے جس کا تنقیدی جواب اقبال سنکسد کے جنرل سیکرٹری اور پتریکا کے ایڈیٹر کی حیثیت سے میں اور میرے ساتھی شائع کرتے رہے ہیں۔ وہاں اقبال عیشنا پریشد بھی قائم ہوا، یہ مقامِ مسرت ہے۔ بنگلہ زبان میں اقبالیات پر کام کے سلسلے میں ڈھاکہ اور کلکتہ یونیورسٹیوں میں ابھی تک کسی کو پی ایچ۔ڈی کی ڈگری نہیں دی گئی۔مگر ڈھاکہ یونیورسٹی اور راجشاہی یونیورسٹی میں اقبالیات اور بنگلہ اور بنگال میں اقبال شناسی پر ایم۔فل ہورہا ہے۔اس کی تعداد چھ سے زائد ہے۔اندازہ ہے کہ یہ عنوانات پی ایچ۔ڈی کی طرف رجوع ہو جائیں گے۔ڈاکٹر ابوسعید نورالدین بنگلہ دیش کا ایک ہی اقبال سکالر تھا۔ان کے بعد نئی نسل اقبال پر ریسرچ کر رہی ہے۔اس کے علاوہ جمعہ کے خطبوں، محافلِ وعظ اور دیگر دینی مجالس میں کلامِ اقبال کا عموماً ذکر ہوتا ہے۔علامہ کا اُردو اور فارسی کلام مدرسے کے طلباء اور اساتذۂ کرام سے ہر وقت سنا جاتا ہے۔علاوہ ازیں یونیورسٹی اور یونیورسٹی کالجوں میں اُردو فارسی شعبوں اور اسلامک اسٹڈیز اور عربی شعبوں کے آنرز اور ایم اے کی کلاسوں میں اقبال پڑھایا جاتا ہے۔ مقامِ مسرت ہے کہ سکولوں میں بھی اقبال کی سوانح اور کارناموں پر مضمون پڑھایا جاتا ہے۔اس وقت اقبال بنگلہ دیش کے ہر گوشے گوشے میں ہمیں ملتا ہے۔

ہم نے دیکھا کہ ۱۹۲۸ء میں شکوہ، جوابِ شکوہ کا بنگلہ ترجمہ شائع ہوا اس کے بعد یہ سفر جاری رہا اور ۱۹۴۷ء کے بعد سرکاری سرپرستی میں اقبال کا چرچا برابر جاری رہا۔ افسوس! ۱۹۷۱ء کے بعد اقبالیات کا مضمون ختم کر دیا گیا۔لیکن ۱۹۸۶ء میں ڈھاکہ یونیورسٹی کے طالب علم کی حیثیت سے مجھے علامہ اقبال سنکسد قائم کرنے کا موقع ملا اور بفضلِ خدا کامیابی نصیب ہوئی۔ اس وقت سنگسد قومی سطح پر ایک معروف اور مشہور ادارہ ہے اور علامہ اقبال سنکسد پتریکا

ایک مسلم جرنل ہے جو پابندی سے برابر شائع ہورہا ہے۔ ڈھاکہ اور کلکتہ میں اس وقت تک جو تراجم، کتب یا خصوصی شمارے شائع ہوئے، ان کی فہرست حسب ذیل ہے:

۱۔ اقبال: (سوانح عمری اور کارنامے)، ڈاکٹر محمد شہید اللہ، رینیسانس پبلکشنز، ڈھاکہ، پہلا ایڈیشن ۱۹۴۵ء، دوسرا ایڈیشن ۱۹۴۹ء۔

۲۔ مھا کوی اقبال: (شاعرِ اعظم اقبال)، لطیفہ رشید، سنہ ۱۳۵۵ بنگلہ، براندابن دھر بک ہاؤس، ڈھاکہ۔

۳۔ علامہ اقبال: ابوالضحیٰ نور محمد، پاک کتاب گھر، ڈھاکہ، پہلا ایڈیشن ۱۹۶۰۔

۴۔ اقبالیر شیکھا درشن: (اقبال کا فلسفۂ تعلیم) از خواجہ غلام السیّدین، ترجمہ: سیّد عبدالمنان، طباعت ۱۹۵۸ء، محفوظ پبلیکیشنز، ڈھاکہ۔

۵۔ اقبال: دیشے بدیشے، مرتبہ: میزان الرحمٰن، اقبال اکادمی ڈھاکہ، ۱۹۶۲ء، دوسرا ایڈیشن، علامہ اقبال سنکسد، ۱۹۹۹ء۔

۶۔ اسرارِ خودی، ترجمہ: سیّد عبدالمنان، الحمراء لائبریری، کلکتہ، تمدن پبلیکیشنز، ڈھاکہ ۱۹۴۵ء۔

۷۔ رموزِ بیخودی، ابوالفرہاد محمد عبدالحق فریدی، پہلا ایڈیشن ۱۹۵۵ء، پاکستان پبلیکیشنز، ڈھاکہ، دوسرا ایڈیشن، اسلامک فاؤنڈیشن، بنگلہ دیش۔

۸۔ کلامِ اقبال: (منتخب کلامِ اقبال)، ترجمہ: غلام مصطفیٰ، اقبال اکادمی، ڈھاکہ، کراچی ۱۳۵۹ھ۔

۹۔ اسلامے دھرمی چیتار پنرغٹھن: (تشکیل جدید الٰہیاتِ اسلامیہ)، ترجمہ: کمال الدین خان، پرنسپل ابراہیم خاں، ابوالفرہاد محمد عبدالحق فریدی، پہلا ایڈیشن بنگلہ اونیان بورڈ، ۱۹۵۳ء، دوسرا ایڈیشن، اسلامک فاؤنڈیشن، بنگلہ دیش ۱۹۸۶ء، تیسرا ایڈیشن، علامہ اقبال سنکسد، ۲۰۰۳ء۔

۱۰۔ اقبالیر کابوی سنچین: (انتخابِ کلامِ اقبال)، ترجمہ: منیر الدین یوسف، بنگلہ اکادمی،

ڈھاکہ،۱۹۶۰ء

۱۱۔ اقبالیر نیر با چیتی کویتا: (منتخب کلامِ اقبال)، ترجمہ: فرخ احمد، اسلامک فاؤنڈیشن، بنگلہ دیش، راجشاہی سینٹر، ۱۹۸۱ء۔

۱۲۔ اقبالیر راجنیتیک چینتار دھارا: (اقبال کا سیاسی فکر)، محمد عبدالرحیم، پہلا ایڈیشن اقبال اکادمی، پاکستان، دوسرا ایڈیشن۱۹۸۲ء، اسلامک فاؤنڈیشن بنگلہ دیش، ڈھاکہ۔

۱۳۔ اقبالیر کویتا: (کلامِ اقبال)، ترجمہ: سیّد علی احسن، ابوالحسین، فرخ احمد، پیراڈائس لائبریری، ۱۹۵۲ء۔

۱۴۔ اقبال: امیی چکری برتی، محمد حبیب اللہ بھار، بلبل ہاؤس، کلکتہ ۱۹۴۱ء۔

۱۵۔ زندہ ردے اکاش بھرومن، سیلھٹ۔

۱۶۔ مہا کوی اقبال، سیّد عبدالمنان، ڈھاکہ، تمدن پریس، ۱۹۵۱ء۔

۱۷۔ اقبال درشنے بودھی، پرنسپل دیوان محمد اظرف، بنگلہ اکادمی۔

۱۸۔ اقبالیر زبور اعظم (منتخب)، ترجمہ: عبدالرشید خان، اسلامک فاؤنڈیشن بنگلہ دیش، ۱۹۸۷ء۔

۱۹۔ علامہ اقبال، محمد ابوطاہر صدیقی، اسلامک فاؤنڈیشن بنگلہ دیش، ۱۹۸۶ء۔

۲۰۔ کوی اقبال کے جوتوٹوکو چینیچی (شاعر اقبال کو جتنا پہنچانا)۔ نور جہان بیگم، پہلا ایڈیشن، دسمبر ۱۹۶۲ء، دوسرا ایڈیشن ۱۹۹۶ء، ڈھاکہ۔

۲۱۔ اقبال مانش (مجموعہ)، پاکستان پبلیکیشنز، ڈھاکہ، ۱۹۶۴ء۔

۲۲۔ کوی اقبال، محمد حبیب اللہ۔

۲۳۔ شاعر اعظم اقبال: ابوالضحیٰ نور احمد۔

۲۴۔ اقبال پروتیبھا، پروفیسر غلام رسل، دوسرا ایڈیشن پوش ۱۳۸۶ بنگلہ، اسلامک فاؤنڈیشن، بنگلہ دیش۔

۲۵۔ علامہ اقبال، اسلامک فاؤنڈیشن، بنگلہ دیش، ۱۹۸۲ء۔

۲۶۔ علامہ اقبال: (نام اور ٹھکانہ کے علاوہ علامہ کے صد سالہ جشن کے موقع پر شائع ہو چکی ہے اور اقبال میموریل لائبریری میں موجود ہے)۔
۲۷۔ تراشیر کانفن لاگئی داؤ (کاخ امرا کے در و دیوار ہلا دو)، علامہ اقبال سنکسد، ۱۹۸۶ء۔
۲۸۔ اقبال اکاڈمی پتریکا، پہلا شمارہ ۱۳۷۸ھ، مدیر میزان الرحمٰن، اقبال اکاڈمی ڈھاکہ، کراچی۔
۲۹۔ جاوید نامہ: شانکھی گھوش، کلکتہ۔
۳۰۔ بانگ درا (منتخب) ترجمہ: میزان الرحمٰن: اقبال- نذر الاسلام سوسائٹی، ڈھاکہ۔
۳۱۔ بال جبریل (منتخب) ترجمہ: میزان الرحمٰن: اقبال- نذر الاسلام سوسائٹی، ڈھاکہ۔
۳۲۔ ضرب کلیم، ترجمہ: عبدالمنان طالب، علامہ اقبال سنکسد، ۱۹۹۴ء۔
۳۳۔ شکوہ و جواب شکوہ، ترجمہ: محمد سلطان، غلام مصطفیٰ، ڈاکٹر محمد شہید اللہ، اشرف علی خان، میزان الرحمٰن، تمیز الدین، کلیم اللہ وغیرہ۔
۳۴۔ مھاکوی اقبال: (شاعر اعظم اقبال، مکمل سوانح عمری)، ڈاکٹر ابو سعید نور الدین، علامہ اقبال سنکسد ڈھاکہ، ۱۹۹۶ء۔
۳۵۔ اقبالیر سرشٹھی کویتا، (منتخب کلامِ اقبال)، مرتبہ: عبدالواحد، علامہ اقبال سنکسد ڈھاکہ، ۱۹۹۶ء۔
۳۶۔ اقبال شمارہ، ماہ نامہ محمدی۔
۳۷۔ اقبال شمارہ، ماہ نامہ قلم، اپریل ۱۹۸۸ء۔
۳۸۔ اقبال شمارہ، ماہ نامہ سوغات۔
۳۹۔ اقبال شمارہ، ماہ نو۔
۴۰۔ اقبال چائینیکا، (منتخب کلامِ اقبال)، پاکستان پبلکشنز ۱۹۶۷ء۔
۴۱۔ پمفلٹ، علامہ اقبال غبیشنا پریشد، کلکتہ، ۲۰۰۰ء۔

۴۲۔ پمفلٹ علامہ اقبال غبیشنا پریشد پتریکا، کلکتہ، ۲۰۰۱ء۔

۴۳۔ اقبال منئے اونیشنے، ڈاکٹر فہمید الرحمٰن، علامہ اقبال سنکسد، ۱۹۹۲ء۔

۴۴۔ شکوہ و جوابِ شکوہ، ترجمہ: محمد سلطان، غلام مصطفیٰ، انگریزی، اے جے اربری، بنگلہ متن، ڈاکٹر عبدالواحد، علامہ اقبال سنکسد، ۲۰۰۲ء۔

۴۵۔ بیشی شبھوتائی علامہ اقبالیر ابدان: (عالمی ثقافت پر علامہ اقبال کے کارنامے)، نیشنل پروفیسر دیوان محمد اظرف، علامہ اقبال سنکسد، ۲۰۰۰ء۔

۴۶۔ اقبالیر پیغام، ایس، واجد علی، دی پاکستان سیٹی بوک کمپنی، ڈھاکہ۔

۴۷۔ اقبال شمارہ، جہانِ نو، ڈھاکہ۔

۴۸۔ علامہ اقبال حصۂ اوّل، مرتبہ: عبدالواحد، علامہ اقبال سنکسد، ۱۹۸۹ء۔

۴۹۔ علامہ اقبال حصۂ دوم، مرتبہ: عبدالواحد، علامہ اقبال سنکسد، ۱۹۹۰ء۔

۵۰۔ علامہ اقبال حصۂ سوم، مرتبہ: عبدالواحد، علامہ اقبال سنکسد، ۱۹۹۱ء۔

۵۱۔ علامہ اقبال حصۂ چہارم، مرتبہ: عبدالواحد، علامہ اقبال سنکسد، ۱۹۹۲ء۔

۵۲۔ علامہ اقبال حصۂ پنجم، مرتبہ: عبدالواحد، علامہ اقبال سنکسد، ۱۹۹۴ء۔

۵۳۔ علامہ اقبال سنکسد پتریکا: (اقبال سٹڈیز) (۱-۴۹ شمارہ) ایڈیٹر: عبدالواحد، علامہ اقبال سنکسد ڈھاکہ، مارچ ۱۹۸۸ء- جون ۲۰۰۴ء۔

۵۴۔ اقبالیر کویتا، آڈیو کاسیٹ، علامہ اقبال سنکسد، گلوکار، شہاب الدین احمد، انعام الحق، سیف اللہ منصور، شریف بایزید محمود۔

۵۵۔ Iqbal Studies، انگریزی شمارہ، مدیر: ڈاکٹر سیّد سجاد حسین، اپریل ۱۹۸۹ء۔

۵۶۔ Iqbal Studies، (انگریزی دوسرا شمارہ)، مدیر: عبدالواحد، اکتوبر-دسمبر ۱۹۹۸ء۔

۵۷۔ Iqbal, the Philosopher، سیّد عبدالحی، اسلامک کلچرل سنٹر سیتاغونگ، ۱۹۸۰ء۔

۵۸۔ اقبالیر کویتا: (کلامِ اقبال)، شتی گانگو پدھائی، سوما پروکاشن، کلکتہ، ۱۹۸۰ء۔

۵۹۔ اقبالیر کتھا، میزان الرحمن اقبال، نذر الاسلام سوسائٹی، ڈھاکہ۔

۶۰۔ اقبالیہ شکتھا، میزان الرحمن اقبال، نذر الاسلام سوسائٹی، ڈھاکہ۔

۶۱۔ علامہ اقبال: (سوانح عمری)، شتی گانگو پدھائے: کلکتہ۔

۶۲۔ اقبال اور مانبتا باد: نصیر احمد، کلکتہ۔

۶۳۔ اقبال سر یتی بکتر یتابلی، عاشق حسین، پاکستان پبلکشنز ڈھاکہ، ۱۹۶۸ء۔

۶۴۔ شاہین، اقبالیر کویتا، آڈیو کیسٹ شائع کرنے کے وقت شائع ہوئی۔ علامہ اقبال سنکسد، ڈھاکہ۔

۶۵۔ اقبال: بہار تیر کوی، (یشھیر یمی (اقبال: بھارتی شاعر، محب وطن) سیّد مظفر حسین برنی، ترجمہ: دیوی پرشاد بند و پدھائے، شاھتے اکادمی، نیا دہلی، ۱۹۹۸ء۔

۶۶۔ علامہ اقبال سنکسد کی مطبوعات: (۱) اسرارِ خودی، (۲) رموزِ بیخودی، (۳) ارمغانِ حجاز، (۴) اقبال مانس،

حقیقت یہ ہے کہ بنگلہ میں اقبال شناسی کے مرحلے تین ہے:

(۱) انگریزی دَور

(۲) پاکستانی دَور اور

(۳) قیامِ بنگلہ دیش سے آج تک۔

یہ دیکھ کر مسرت ہوتی ہے کہ ڈھاکہ اور کلکتہ میں اقبالیات پر کام جاری ہے۔ دونوں حصوں میں ادارے بھی ہیں اور اس وقت تک ڈھاکہ اور کلکتہ میں اقبالیات کے سلسلے میں کم از کم تین سو خواتین و حضرات کام کر رہے ہیں، یہ کام تراجم اور کتابوں پر مشتمل ہے۔ علامہ اقبال سنکسد (سوسائٹی) بنگلہ دیش کا ایک ابھرتا ہوا معروف ادارہ ہے جو ۱۹۸۶ء میں شاعرِ مشرق، مفکرِ ملت، علامہ اقبال کی یاد میں قائم کیا گیا۔ اسی سے ملحق علامہ اقبال سنکسد پتریکا اور اقبال میموریل لائبریری ہے۔

سوسائٹی ہر سال ۹/نومبر اور ۲۱/اپریل کو علامہ اقبال کے یومِ پیدائش اور یومِ وفات پر قومی سطح پر سیمینار منعقد کرنے کا اہتمام کرتی ہے۔ ان موقعوں پر سوسائٹی کے زیرِ اہتمام جو سیمینار ہوتے ہیں، ان میں بنگلہ دیش کے دانشور، اعلیٰ عدالتوں کے جج، وزراءِ حکومت، مدیرانِ اخبارات، جامعات کے وائس چانسلر، نیشنل پروفیسر، اسلامی جمہوریہ پاکستان و ایران اور دیگر ممالک کے سفراء شرکت فرما کر محفل کو رونق بخشتے ہیں۔ ملک کے اخبارات سوسائٹی کی ان سرگرمیوں کو صفحۂ اوّل پر نمایاں سرخیوں کے ساتھ شائع کرتے ہیں۔

یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ سوسائٹی نے تقریباً پندرہ ہزار صفحات بنگلہ زبان میں اقبالیات کے موضوع پر شائع کیے ہیں اور بنگلہ اور انگریزی میں ایک سہ ماہی مجلّہ علامہ اقبال سنکسد پتریکا علامہ اقبال سوسائٹی جرنل کے نام سے بھی پابندی سے شائع ہو رہا ہے۔ علامہ اقبال پر ۹/کتابیں، پانچ مجموعے اور جرنل کے ۴۹ شمارے اس وقت اقبال شناس حضرات کے ہاتھوں میں ہیں۔ ضربِ کلیم اور شکوہ و جوابِ شکوہ، تشکیل جدید کا بھی بنگلہ ترجمہ شائع ہوگیا ہے۔ سوانح عمری اور منتخب کلامِ اقبال کے نام سے بھی کتاب شائع ہوئی ہے۔

ملک کے صحافی، علماءِ دین، پیرانِ طریقت، قانون داں، شعراء، ادباء، اساتذہ اور فلسفی حضرات اس سوسائٹی کے ساتھ منسلک ہیں۔ ہماری یہ کوشش ہے کہ علامہ مرحوم کی تمام تصانیف کا بنگلہ زبان میں ترجمہ شائع ہو جائے اور اقبال میموریل لائبریری قومی سطح پر ایک شاندار اور جامع لائبریری بن جائے تاکہ ہر طرح کے لوگ، ہر موضوع پر اس لائبریری کی کتب سے استفادہ کرسکیں۔ حالیہ وقت میں لائبریری میں بنگلہ، انگریزی، اُردو اور فارسی کے علاوہ بعض دیگر زبانوں میں قریب ۲۵۰۰ کتب موجود ہیں مگر یہ تعداد کافی نہیں ہے۔

پوشیدہ نہ رہے کہ سوسائٹی کی جانب سے منعقد ہونے والے سیمینار اور مذاکرے کی خبریں ٹی وی اور ریڈیو سے بھی نشر ہوتی ہیں۔ لیکن ابھی تک ریڈیو اور بی ٹی وی علامہ اقبال پر کوئی عمدہ علمی پروگرام پیش کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ اُمید ہے آگے چل کر یہ ایسا علمی اور ٹھوس پروگرام شائع کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

یہاں اس بات کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ بھارت کے معروف ہفتہ وار رسالے صدقِ جدید لکھنؤ نے اپنی ۱۹؍فروری ۱۹۸۲ء کی اشاعت میں ''فیضِ اقبال'' کے عنوان سے مندرجہ ذیل شذرہ تحریر کیا تھا۔

[اِدارہ]

''کلکتہ یونیورسٹی نے اپنے یہاں نہ صرف مشہور شاعر ڈاکٹر محمد اقبال کے نام پر اقبال چیئر قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے بلکہ اس کے پہلے پروفیسر کی حیثیت سے ایک پاکستانی شاعر فیض احمد صاحب فیض کے تقرر کی منظوری دے دی ہے۔ اور معلوم ہوا ہے کہ فیض صاحب نے اس پیش کش کو منظور بھی کرلیا ہے۔ عام قواعد کے لحاظ سے یعنی اُن کی عمر ستر سال کے لگ بھگ ہے اور ساتھ ہی وہ ایک غیر ملک کے باشندے ہیں، ان کا تقرر محلِ اعتراض ہوسکتا تھا۔ لیکن کلکتہ یونیورسٹی کے اربابِ حل وعقد مستحقِ مبارک باد ہیں کہ اُنہوں نے ملک میں پھیلے ہوئے اس تعصب کو جو مسلمانوں اور پاکستان اور اقبال (جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ پاکستان کا تخیل سیاسی پلیٹ فارم پر پہلے پہل اُنہوں نے پیش کیا تھا) کے خلاف ہر جگہ نظر آتا ہے، بالکل نظرانداز کر کے اس اتحاد پرور تقرر کا فیصلہ کر کے بڑی اچھی مثال قائم کی ہے۔ ساتھ ہی یہ اعلان بھی ہوا ہے کہ فیض صاحب کی عمر وغیرہ کے باعث یہ تقرر اگرچہ زیادہ مدت کے لیے نہ ہوسکے گا تاہم جتنی مدت کے لیے ہوگا، اس میں ان کو اس محکمہ کی زیادہ سے زیادہ تنخواہ دی جائے گی اور ان کی سکونت کا مناسب انتظام بھی یونیورسٹی کی طرف سے کیا جائے گا۔''